انیف کاشر

''تری پرواز لولا کی نہیں ہے''

گزشتہ دنوں ایک روزنامہ میں ۱۶، ۱۷ر جون کو کوئٹہ میں ہونے والی ایک کانفرنس کی خبر اٹکھیلیاں کرتے ہوئے گزرنے والی ہی تھی کہ نظروں کی گرفت میں آ گئی۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں:

ختم نبوت کانفرنس ۱۶، ۱۷ر جون کو کوئٹہ میں ہوگی

کوئٹہ (آن لائن) عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام دو روزہ کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ۱۶، ۱۷ر جون کو کوئٹہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں مجاہدِ ملت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، خطیبِ پاکستان مولانا عبدالمجید ندیم شاہ، مناظرِ اسلام مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جانشین امیر شریعت مولانا اللہ وسایا اور دیگر علماء کرام کے علاوہ مشہور شعراء سید سلمان گیلانی، ضیاء الرحمٰن فاروقی، علی محمد مینگل، امان اللہ خضداری شریک ہوں گے۔ (روزنامہ ''ایکسپریس'' ملتان۔ ۲۶رمئی ۲۰۰۷ء)

اس حادثہ کو حسن اتفاق کہیے یا سوء اتفاق کہ مولانا گھڑ مچو، محترم مخچو اور بھائی اُڑ نچھو عرف قینچی مار ہمارے قدیمی مہربانوں میں سے ہیں۔ یہ ایک وکھری ٹائپ کی مثلث ہے۔ جس کا ایک سرا دوسرے اور دوسرا سرا تیسرے سے نہیں ملتا۔ کبھی تو مومنؔ کے بقول ان کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ......

تم میرے پاس ہوتے ہو گویا
جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

اور کبھی ...... جب کوئی تیسرا نہیں ہوتا ...... مسئلہ زیادہ سنگین ہو تو ''چوتھا'' نہیں ہوتا۔ اگر یہ مثلث ''تھری اِن وَن'' کے تثلیثی عمل میں مصروف ہو تو ''گھم تُو تُو'' اکیلا ہی کافی ہوتا ہے۔ وہ اِن کا حق نیابت وحق نمک پوری دیانت داری سے تنہا ادا کرتا ہے۔ اور ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے کیوں کہ ہمارا ایمان ہے کہ......وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ ویسے یہ ''گھم تُو تُو'' اکثر باہر دروازے پر بیٹھا ہوتا ہے اور آنے جانے والے شرفا کو گھورتا رہتا ہے۔ اجلاس برخاست ہوتے ہی سڑکوں پر ''لُور لُور'' پھرتا ہے۔ اِس جا کبھی اُس جا، بس گھنگھرو کی طرح بجتا ہی رہتا ہے۔ ہر دل عزیز ہے، کئی دفعہ دوستوں نے فرمائش کی کہ ٹوپی پر ''پھُمن'' لگوا لو تا کہ مقابلہ حسن اوّل آ ؤ۔ ویسے بھی وہ پورے دنوں کا ہے:

بھبھوکا رنگ ہے، ابرو کشیدہ، آنکھ کالی ہے
ابھی سے یہ پھبن ہے، قیامت ہونے والی ہے

میں ادب کا طالب علم ہوں۔ مثلث، مربع، مخمس جیسی اصطلاحات سمجھ نہیں آتی تھیں۔ انھیں دیکھا تو مسئلہ حل ہو گیا۔ گھڑ مچو، مخچو اور اُڑ نچھو اکٹھے ہوں تو مثلث ہے۔ گھم تُو تُو شامل واجا ہو تو مربع بن جاتا ہے اور اگر غلطی سے مہمان

ادا کار کے طور پر کبھی ہمیں ساتھ شامل کر لیں تو اسے مخمّس کہتے ہیں۔ بات خبر سے چلی اور ادب تک آ پہنچی۔ خیر چھوڑیئے! ہمیں چونکہ اِن بزرغوں سے پرانی نیاز مندی حاصل ہے' اس لیے اہم ملکی و قومی مسائل پر اِن سے مشاورت ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ ہماری مجبوری ہے۔ اس ''قومی مجلس مشاورت'' میں مولانا گھڑ مچو اپنی خود ساختہ ''بزرغی'' کے ایماء پر ہمیشہ صدر نشین ہوتے ہیں۔ محترم مخچو فیشنی تجزیہ نگار اور بھائی اُڑ نچھو عرف قینچی مار شوقیہ فنکار ہوتے ہیں۔ چونکہ برسہا برس سے ''قومی مجلس مشاورت'' پر اِنہی بزرغوں کا ناجائز اور غاصبانہ قبضہ ہے۔ اس لیے مجلس میں صرف یہی بولتے ہیں، من مانے فیصلے ٹھونستے ہیں اور ہمیں آنکھ کے اشارے سے چپ رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ ہم اگر آنکھ کے اشاروں کے جواب میں انگلی کھڑی کر کے بولنے کی اجازت چاہیں تو مولانا گھڑ مچو کے تیور بگڑ جاتے ہیں۔ ان کی دیکھا دیکھی محترم مخچو اور بھائی اُڑ نچھو عرف قینچی مار بھی خواہ مخواہ بگڑ جاتے ہیں۔ پھر اُنہی کی طرح ''اَنہے واہ'' اور ''بے دھیانی'' میں آنکھیں گھما کے ماتھے پہ رکھتے، زبان چلاتے، ناک چڑھاتے، رومال کندھے پر ڈالتے اور عصاء پکڑ کر نازو انداز سے اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے نظر آتے ہیں کہ عصرِ حاضر کے روشن خیال معاشرے میں بزرغی ''پکّی'' کرنے کے یہی تقاضے ہیں۔ یہ الگ بات کہ اھنی ظاہری وضع قطع سے بزرغ کم اور پلے دار زیادہ لگتے ہیں۔ اوّل الذکر صدر نشین، نرے ''فقیر'' اور باقی دونوں ''لکیر کے فقیر'' ہیں۔ اسی وجہ سے ''قومی مجلس مشاورت''، ''مجلس ستائش باہمی'' بن کر رہ گئی ہے۔ ہم تو اس مجلس میں باہمی محبت، پرانی نیاز مندی، بھائی چارے، اتحاد و یکجہتی اور ملک و قوم کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر ایک مضبوط سامع کی حیثیت سے صرف......

تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

قارئین! اس تمہید طولانی اور سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ درج بالا متنازعہ خبر کی اشاعت پر غور و فکر کے یک نکاتی ایجنڈے کے تحت گزشتہ ماہ ''قومی مجلس مشاورت'' کا ایک ہنگامی اجلاس ''حسبِ معمول'' مولانا گھڑ مچو کی صدارت میں ہی منعقد ہوا۔ قبل اس کے کہ محترم مخچو اور بھائی اڑ نچھو عرف قینچی مار اس خبر پر تبصرہ و تجزیہ، بحث و تمحیص یا تنقید و تحسین کرتے۔ ہم نے پہلی بار سنگین جسارت کرتے ہوئے سب سے پہلے گفتگو شروع کر دی۔ اس لیے کہ ایسے مواقع پر وہ اکثر ڈنڈی مار جاتے ہیں۔ جنابِ صدر کی اجازت چاہی نہ اُن کی آنکھوں کے خطرناک اشارے خاطر میں لائے۔ اُن کی شپرہ چشمی (بروزنِ نور چشمی اور طوطا چشمی) کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے اخبار کی پوری خبر انھیں پڑھ کر سنائی تو تینوں نے با آواز بلند پڑھا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے بھی اُن کے ساتھ پڑھا اور اُن کے غم میں شریک ہو کر عرض کیا......

جنابِ صدر اور محترم سامعین! یہ خبر نہ تو ہمارے دل کو بھائی اور نہ ہی آنکھوں کو بھائی جو کسی ''مخبرِ کاذب'' نے بڑے ہی غیر دانش مندانہ انداز میں شائع کروائی۔ اُس نے ہمارے دینی و قومی مشاہیر کی حرمت کا خیال کیے بغیر اُن کے القاب کے ضمن میں دراز دستی کا ثبوت بہم پہنچا کر بہت سے دلوں کو آزردہ کر دیا ہے۔ یہ خبر اُس کے ''نہاں خانۂ افکار کی شرعی اکائی ہے''

یہ بات عجیب اور بعید از فہم ہے کہ اس دور کے ''صاحبین'' دوسروں کے القاب پر ہاتھ صاف کرنے میں تامل کیوں نہیں کرتے' شاید انھیں اس ''کارِ افتخار'' میں کئی نوافل کا خود ساختہ ثواب ملنے کی امید ہوتی ہے۔ یہ لوگ کبھی بلبلِ بستانِ خطابت، شہبازِ خطابت اور شعلہ بیان مقرر ہوا کرتے تھے اور اگر کوئی ''بلبل'' اور ''شہباز'' ان کی شعلہ نوائی اور شیریں

بیانی سے گھائل ہو جاتا تو یہ بھاگ کر اس کی جگہ پر قبضہ جما لیتے۔ اس روایت کو یہ آج تک گلے لگائے ہوئے ہیں اور یوں اِن کی وابستگی خطابت سے زیادہ قبضہ گروپ سے میل کھاتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں بڑی پھرتی، ہنر مندی اور چابک دستی سے اکابر کے القاب وخطابات پر قبضہ جمانے اور ''مجلس ستائش باہمی رجسٹرڈ'' کے منشور پر عمل درآمد کرتے ہوئے باقی ماندہ زائد از ضرورت القاب وخطابات احباب کو بانٹنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ حد یہ ہے کہ کسی شیخ طریقت کا انتقال ہو جائے تو اُن کے خلفاء ومجازین کی فہرست میں اضافہ کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ جس سے راضی ہوں اُسے ''خلیفۂ مجاز'' بنا دیتے ہیں اور جس سے ناراض ہوں اُسے ''مجازِ صحبت'' کے خطاب سے نواز دیتے ہیں۔ یعنی......

شیر زادوں کو شغالوں کا لقب ملنے لگا
بوزنوں کی نسل کہلانے لگی عالی جناب

شورش کاشمیری مرحوم نے ایسی ہی بلبلوں، شعلہ بیانوں، شیریں زبانوں، شہبازوں اور شاہینوں کے بارے میں کہا تھا:

خطیبِ شہر اگر بے نقاب ہو جائے
تو مخبروں کا بھی خانہ خراب ہو جائے
متاعِ منبر و محراب کا خدا حافظ
کہ مغنچہ بھی یہاں کامیاب ہو جائے

خداوند قدوس غریق رحمت کرے حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کو کسی زمانے میں انہیں ''مجاہد ملت'' کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا اور وہ اس لقب کے اوصاف سے متصف بھی تھے۔ ان کے جانے کی دیر تھی کہ کئی احباب نے اس لقب کو اپنی ذات کا حصہ بنانا چاہا مگر بقائے دوام کے دربار میں جگہ نہ پا سکے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے رفیق کار، مجلس احرار اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم رہنما مولانا لال حسین اخترؒ ''مناظر اسلام'' کے لقب سے سرفراز تھے۔ وہ یقیناً اپنے تبحر علمی اور اسلام سے لازوال محبت کے باوصف اس امر کا استحقاق بھی رکھتے تھے۔ موصوف کو اردو، انگریزی، عربی، جرمن، فرانسیسی، سنسکرت، ہندی، پنجابی اور دیگر کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ انھوں نے قادیانیت پر لعنت بھیجی اور موچی دروازہ لاہور میں مجلس احرار اسلام کے ایک جلسہ عام میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ آج کل جو لوگ اپنے نام کے ساتھ ''مناظر اسلام'' لکھنے میں مسرت اور فخر محسوس کرتے ہیں وہ کتنی زبانوں پر دسترس رکھتے ہیں؟ اُن کا مبلغ علم کیا ہے؟ اور وہ کس حدود اربعہ کے مالک ہیں؟ یہی نا...... ''لکھنا پڑھنا ساڑھے بائیس نام محمد فاضل''

میرے پیارے مولانا گھڑ مچو! اس مخبرِ کاذب کو تو یہ بھی علم نہیں کہ خطیبِ پاکستان اگر قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھے تو اس کے پس منظر میں ان کی شب وروز کی تحریک ختم نبوت کے ضمن میں سعی جمیلہ فراموش نہیں کی جاسکتی۔ مزید برآں قید وبند کی صعوبتوں نے ان کی اولوالعزمی کو چار چاند لگا دیے تھے۔ وہ ایک بہادر اور حریت پسند جماعت مجلس احرار اسلام کے قدآور رہنما بھی تھے اور باکمال خطیب بھی۔ تاہم ان کے لقب پر بھی بے شمار چھوٹے ذہن اور بڑے عمامے والوں نے قبضہ جما رکھا ہے مگر اس سے ان کی شخصیت میں کمی واقع نہیں ہوتی۔ البتہ قبضہ گروپ کی قلعی کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

عزیزِ محترم جناب مُنّجو صاحب اور بھائی اُڑنچھو صاحب! آپ بھی میری باتیں پوری توجہ سے سنیں۔ ایک خانہ ساز مخبر نے ''جانشین امیرشریعت'' کے خطاب سے انھیں سرفراز کرنے کی کوشش کی ہے جو ابھی کچھ عرصہ قبل ''شاہین'' ہونے کا لطف اٹھا رہے تھے۔ ہمیں مل جل کر معلوم کرنا چاہیے کہ یہ مخبر کی اضطراری حرکت ہے یا شاہین کے کسی کمپلیکس کا شاخسانہ ہے۔ ابھی کچھ عرصہ قبل موجودہ حکومت نے دہشت گردی کے خلاف امریکی مہم کے تحت مختلف شہروں کے چوکوں میں نصب شاہین میزائل کے ماڈل صاف کروا دیئے ہیں کہ ان کو دیکھ کر عوام میں دہشت گردی اور شدت پسندی کے جذبات ابھرتے ہیں۔ شاید اسی سے متاثر ہو کر ناہنجار مخبر نے بھی شاہین ''اڑا دیا'' ہے۔ عام طور پر لوگ کبوتر ہی اڑاتے ہیں۔ کبھی خلیل خان فاختہ اڑایا کرتا تھا۔ جب کہ شاہین تو ویسے بھی جنسِ نایاب ہے۔ چونکہ آج کل سائنسی ترقی کا دور ہے، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے وسائل کے بل بوتے پر شاہین بھی پالتو رکھ لیے ہیں۔ جنھیں وہ وقتاً فوقتاً اور ضرورتاً اڑاتے رہتے ہیں۔ یہ نوابی ذوق اور بادشاہی شوق ہے' غریب آدمی کے بس کی بات نہیں۔ میری دانست میں آپ کے ممدوح میں ''شاہینی اوصاف'' بالخصوص بلند پروازی اور تیز نگاہی بدرجۂ اَتم پائے جاتے ہیں۔ اگر شکرے کے اوصاف بھی اس میں جمع کر دیئے جائیں تو شخصیت مزید وزنی اور بارعب ہو جاتی ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی ''محاسن'' ہیں جن کا ایک زمانہ معترف ہے۔ مثلاً ''قینچی مارنا'' اُن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ شاید جوانی میں وہ کبھی کبڈی کھیلتے رہے ہیں اور کبڈی میں ہوائی قینچی کی افادیت مسلمہ ہے۔ اس میں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹنے کا بھی دغدغہ ہوتا ہے۔ قینچی کے ہدف کی پنڈلیاں اگر مضبوط ہوں تو قینچی مار کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ بقول شاعر:

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

موصوف ایسے روشن خیال اور جدت پسند قینچی مار واقع ہوئے ہیں کہ وہ پوری کتاب پر یوں ہاتھ صاف کرتے ہیں جیسے جمعہ صاحب بارات میں پوری ڈش ڈکار کر بھی ''ہل من مزید'' کی تصویر بنے ہوتے ہیں۔

ناہنجار نے اُن سے ''شاہین'' کا لقب چھین کر ''جانشین امیرشریعت'' کا لقب عطا کر دیا ہے۔ یقین جانیے وہ امیرشریعت کی جانشینی کے اہل نہیں۔ ناہنجار کو اس لقب پر قینچی مارنے کی بجائے اپنے ممدوح کی تسکین قلب اور دماغی توازن برقرار رکھنے کے لیے اقبال کا یہ شعر انھیں بھیرویں، دادرا، مالکونس یا راگ بلاول میں مسلسل گا گا کر سنانا چاہیے تھا کہ:

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

خدا جانے ناہنجار کو ''شاہین'' لقب سے آخر چڑ کیوں ہے؟ اگر یہ لقب کسی فلمی و سیاسی اداکارہ کے نام سے نسبت کھاتا ہوا محسوس ہوتا ہو تو پریشانی اور مایوسی کی کوئی بات نہیں:

تو شاہیں ہے پرواز ہے کام ترا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

رہی بات ''جانشین امیرشریعت'' کی تو مجھے ایک تاریخی واقعہ یاد آ گیا ہے۔ جس کا میں عینی شاہد و سامع ہوں۔

اگست ۱۹۷۶ء میں ایک نام نہاد ''خطیبِ پاکستان'' نے برکت علی ہال لاہور میں حضرت سید ابوذر بخاریؒ کے تقابل میں حضرت مفتی محمودؒ کو جانشین امیر شریعت کہہ دیا تو حضرت مفتی محمودؒ نے اُسے ٹوکتے ہوئے تاریخی فقرہ کہا:

''مولانا! تم تفرقہ مت پھیلاؤ اور اختلافات کو ہوا مت دو''

جنابِ صدر! آخر میں اس ''قومی مجلس مشاورت''، یعنی ''مجلس ستائش باہمی'' کی وساطت سے زیر بحث خبر کی روشنی میں جناب نانجار کی خدمت میں چند تجاویز پیش کرنے کی مزید جسارت کر رہا ہوں۔

خبر کے مطابق حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری براہِ راست اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کے خالی منصب ''مجاہدِ ملت'' پر فروکش ہیں۔ مولانا عبدالمجید ندیم ''خطیبِ پاکستان'' کی کرسی پر جلوہ افروز ہیں اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ''مناظر اسلام'' کی نشست پر براجمان ہیں۔ اطلاعاً عرض ہے کہ ''جانشین امیر شریعت'' کا منصب خالی نہیں ہے۔ چونکہ آپ عام طور پر آنکھیں گھماتے اور ''ٹکاتے'' ہیں اور کبھی آنکھیں بچا کے ففرو ہوجاتے ہیں۔ اگر غور سے دیکھیں تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے بعد اُن کے جانشین حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ ہی تھے جنھیں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہٗ، مجاہدِ ملت مولانا محمد علی جالندھری نور اللہ مرقدہٗ اور دیگر جید علماء نے اہل سمجھ کر اس خطاب سے نوازا اور دعائیں دیں۔ اس وقت بھی حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے دو فرزندانِ گرامی بقید حیات ہیں اور اس منصب کی کماحقہ پاسداری کر رہے ہیں۔ اس لیے جانشین امیر شریعت کی نشست تو خالی نہیں ہے۔ البتہ ''امیر شریعت'' کے لقب پر کسی عقابِ شب نے ابھی تک شب خون نہیں مارا۔ جنابِ نانجار اگر چاہیں تو انھیں براہِ راست ''امیر شریعت'' کا لقب عطا کر دیں۔ اس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نکھر کر سامنے آجائے گا۔ ویسے تو ''حکیم الامت''، ''حکیم الاسلام'' اور ''متکلمِ اسلام'' کی نشستیں اتفاقاً خالی پڑی ہیں اور میری معلومات کے مطابق ''شیخ الہند'' کے منصب پر ابھی تک ہندوستان میں بھی کسی نے بیٹھنے کی جسارت نہیں کی۔ جانشین حضرت مدنیؒ ''مولانا سید محمد اسعد مدنی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی ''امیر الہند'' کے لقب سے نوازا گیا جس کے وہ ہر اعتبار سے حق دار تھے۔ لہٰذا ''شیخ الباکستان'' کا خطاب بھی کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ اسی طرح ''شیخ الاسلام'' اور ''حکیم العصر'' کے القاب پر بھی قبضہ ہو چکا ہے۔

میری درخواست ہے کہ فوری توجہ فرمائیں اور ترجیحی بنیادوں پر ان مناصب و خطابات کو جلد از جلد آپس میں بانٹ لیں ایسا نہ ہو کہ......کوئی......اور......اور قینچی تو آخر آپ کے ہاتھ میں ہے! لیکن......

تو ہی اگر نہ چاہے تو بہانے ہزار ہیں

میرے اس خطاب کے بعد مولانا گھڑ مچو، محترم ننھو اور بھائی اُڑنچھو عرف قینچی مار کافی دیر تک دم بخود اور خاموش بیٹھے رہے۔ اس لیے کہ ہمیشہ وہی بولتے تھے اور ہم خاموشی سے مؤدب ہو کر سنتے تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ انھوں نے کسی کا خطاب سنا۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد ''خاموشیاں'' بیچنے والوں نے خاموش ہی ہونا تھا۔ ''مجلس ستائشِ باہمی'' برخاست ہوئی تو جاتے ہوئے تینوں نے لرزتے ہونٹوں کے ساتھ یک زبان ہو کر نچلی سُر میں میرؔ کا مصرع گنگنایا......

پھر ملیں گے اگر خدا لایا

میں نے انھیں انگلی کے اشارے سے روک کر کہا...... سنو! اب خود ساختہ بزرغی چلے گی، نہ جھوٹی تاریخ نویسی، نہ فیشنی تجزیہ نگاری اور نہ ہی شوقیہ فنکاری۔ آئندہ اجلاس میں کسی کا بہروپ دھار کر نہیں، اپنے اصلی روپ میں آنا اور اپنے اصلی شناختی کارڈز بھی ساتھ لے کر آنا کہ ”نادرا“ نے بہت سختی کر دی ہے۔ ہاں یاد رکھو تم سے ہماری نیازمندی قدیمی ہے، اسے بحال رہنا چاہیے اور اظہارِ رائے کی آزادی کا حق محفوظ رکھتے ہوئے، ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہو کر باہمی محبت واخوت کے ماحول کو قائم رکھنا چاہیے۔ ویسے بھی تمہاری محرومیوں سے ہم سے زیادہ کون واقف ہوگا؟ اسی وجہ سے ہمیں تم سے محبت ہے:

تم تو مجھے عزیز ہو نسوار کی طرح

مولانا گھڑمچو، محترم منچو اور بھائی اُڑنچھو باہر نکلے تو گھم تو تُو حسبِ علت وعادت دروازے پر ہی بیٹھا تھا۔ لیکن اب کے ایک بات عجیب ہوئی کہ گھم تُو تُو نے انہیں بھی دیکھ کر گھورنا شروع کر دیا۔ معلوم نہیں کیوں؟

”مجلس ستائش باہمی“ کے تمام معزز ارکان کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی خودی کو بلند کریں اور شاہین بنیں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آئندہ ہر اجلاس کے اوّل وآخر عظیم قومی شاعر حضرت علامہ اقبال مرحوم کے درج ذیل اشعار بہ آوازِ بلند کورس میں پڑھا کریں اور گھر جا کر ان پر غور کیا کریں۔ اللہ حافظ:

اسی اقبال کی میں جستجو کرتا رہا برسوں
بڑی مدت کے بعد آخر وہ شاہیں زیرِ دام آیا

....

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے

....

افسوس صد افسوس کہ شاہیں نہ بنا تُو
دیکھے نہ تری آنکھ نے فطرت کے اشارات

....

پھرا فضاؤں میں کرگس اگرچہ شاہیں وار
شکارِ زندہ کی لذت سے بے نصیب رہا

....

میراث میں آئی ہے انھیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے، شاہیں کا جہاں اور

....

ہوئی نہ زاغ میں پیدا بلند پروازی
خراب کر گئی شاہیں بچے کو صحبتِ زاغ

....

ہر شے ہوئی ذخیرۂ لشکر میں منتقل
شاہیں گدائے دانۂ عُصفُور ہو گیا

....

شکایت ہے مجھے یارب خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

....

وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسمِ شاہبازی

☆☆☆